پچھتاوا

ڈاکٹر رضوانہ پروین

عالم گنج پیروائس مارکیٹ میدان، پوسٹ گلزار باغ، پٹنہ۔800007

تنہائی بہتر ہے
جھوٹے لوگوں سے
اور بے مقصد باتوں سے!!!
یقیناً!

ہاں .....اب اُسے احساس ہو چلا تھا۔ وقت کافی قریب سے اُسے پیچھے چھوڑ کر گزر چکا تھا۔ اب وہ اُن لمحوں کو یاد کر کے دل و دل کچوکے کھاتا.....کاش!!

مگر اب تو چڑیا کھیت چگ چکی تھی۔

اُس پر عمر کی سیاہی ڈھل رہی تھی اور سفیدی نے قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ زلفوں میں چاندنی اترنے لگی تھی اور آنکھوں پر دبیز چشمے کا پہرہ تھا۔ چہرے پر سرخی کی جگہ زرد رنگ اتر آیا تھا۔ پیشانی کی سلوٹیں گزرے ہوئے قافلے کی مٹتی ہوئی نشانیاں عیاں کرتی تھیں......اس کی سنجیدگی دیکھ کر وحشت ہونے لگتی۔

وہ تاسف سے ہاتھوں کو ملتا......اُن دنوں کی یاد میں ڈوب جاتا......کس بے دردی کا مظاہرہ کیا تھا اُس نے......!

اُس کی التجا کو کس بے حسی کے ساتھ ٹھکرا دی تھی اور اس کے آنسوؤں کو بارش کی بوند کے مانند جھٹک دیا تھا اپنی شفاف ہتھیلیوں سے.....!

اُس کی وہ نمناک آنکھیں........آہ!!!
سمرن! میں تمہارا گنہگار ہوں!
تمہیں حق تھا.....تم نے یوں مجھے آسانی سے چھوڑ دیا.....؟؟؟
وہ یک لخت نفی میں سر کو دھن لیتا ہے۔
لیکن نہیں......نہیں!

تم سچ ہی تو کہتی تھیں:
”تم میرے پیار و اعتبار کی قدر نہیں کرتے نہ......
سمجھو گے! جب میں نہ ہوں گی!!!
ہاں! سمرن......ہاں!
میں نے تمہارے خلوص کی، بے لاگ محبت کی قدر نہ کی.........!
اسی کی سزا پا رہا ہوں.......!
آجاؤ.......کہیں سے وہ پیاری صورت دکھا دے مولیٰ!
میری سمرن.....!وہ سسک پڑتا ہے۔

اکثر سردیوں میں جب راتیں بڑی ہوا کرتی ہیں اور نیند زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے، لیکن سردی کی یہ خوش گوار راتیں بھی اسے کاٹنے اور ڈسنے کو دوڑتیں۔ اب وہ اکیلا بھی نہیں تھا، لیکن سردیوں کی راتیں جب شباب پر ہوتیں تو اُس کی یادیں بھی اُن شباب کے دنوں کی یاد میں گم ہو جایا کرتیں۔ اکثر ایسی لمبی راتوں میں وہ اپنی محبّت کو یاد کر کے تڑپ اٹھتا......لیکن اُس کی آہ صحرا کی اذان کے مانند تھی۔ نیند اب اس کی آنکھوں سے کوسوں دُور تھی۔

تب جب سمرن اُس سے بات کرنے ......اس کی شفقت و انسیت کے لئے اپنی نیندیں قربان کر کے اُس کا انتظار کیا کرتی تھی۔ ۔اُن دنوں اسے نیند اتنی پیاری لگتی تھی گویا کائنات کی ہر چیز بے کار ہو.......اور وہ بے فکر فون کو سوئچ آف کر کے سو جایا کرتا۔ یوں چھٹیاں ختم ہو جایا کرتیں۔ دن گزرتے، ہفتے گزر جایا کرتے، ماہ و سال گزر گئے، لیکن سمرن کے التفات میں کمی نہ آئی......سمرن یوں ہی ٹوٹ کر اُسے چاہتی رہی......اور اُس نے اُس کے خلوص کی قدر نہ کی۔

''دوری، فرصت اور فرقت آج اُسے سب میّسر ہیں......سوائے سمرؔن کی اُس پر خلوص محبت کے......!''

سمرؔن کی سادگی نے اُسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ وہ اوروں سے بہت تو نہیں، لیکن تھوڑی مختلف ضرور تھی۔

کیا آج بھی لڑکیاں صرف خلوص کے سہارے......؟؟؟

وہ سمرؔن کی بے لوث محبّت کو یاد کرنے لگتا ہے...... ہاں! میری سمرؔن نے ایسا ہی کیا...... جسے میں نادان سمجھ نہ سکا۔ اس کی قدر نہ کی ......وہ ہمیشہ یہی کہا کرتی......

''تم مجھے یاد کروگے جب ہم نہ ہوں گے!''

یہ فقرہ ادا کرتے ہوئے اس کی آنکھیں نم اور ہونٹ متبسّم ہو جاتے۔ تم سچ کہا کرتی تھیں......سو فیصدی سچ......''

اب تم میری نہیں ہو اور شاید کبھی ہو بھی نہیں سکتیں، لیکن میرے جذبات پر تمہارا ہی حق ہے۔ یہ دل اب بھی صرف تمہارے نام سے ہی دھڑکتا ہے۔

وہ خود سے گویا ہوتا ہے......لیکن کیوں؟؟؟

اب جب کہ تم میری نہیں ہو......شاید اسی لیے؟؟؟

میں تمہارا گنہگار رہوں سمرؔن، آؤ سزا دو مجھے!

☆☆

ندؔا بڑبڑاتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی......کھڑکیاں بند ہیں۔

دھوپ سر پہ آگئی......اور ان جناب کی آنکھیں اب تک ......کمبل کو سرکاتے ہوئے......ارے! اٹھ بھی جائیے!!

وہ کمبل کو ہاتھوں سے پکڑ لیتا ہے......سونے دو نہ! ابھی نیند پوری نہیں ہوئی۔ کافی رات گئے Papers تیار کرتا رہا......!

ندؔا بدبدائی......سبزی گھر میں نہیں ہے......اور مجھے لنچ بھی تیار کرنا ہے۔

وہ اُس کی جانب دوبارہ متوجہ ہوتے ہوئے بولی......اب آپ برائے مہربانی اٹھئے......صدؔف کو اسکول کے لئے تیار کرنا ہے۔ وہ آخری جملہ ادا کرتی ہوئی باورچی خانے کی جانب مڑ چکی تھی۔

وہ بددلی سے کمبل کے باہر گھڑی دیکھنے کی غرض سے منھ نکالتا ہے......اوہ!

۱۵:۷ ہوگئے......زیرِ لب بڑبڑاتا ہوا اٹھ بیٹھتا ہے......ہوگئی مشینی زندگی کی شروعات!!

☆☆

گلے سے ٹائی کے بند کو ڈھیلا کرتے ہوئے اُس کی نظر اچانک اپنی شیلف پر پڑتی ہے......چیزیں یوں بے ترتیب......یہ حماقت کس کی ہے......وہ سوالیہ نظروں سے صدؔف کو دیکھتا ہے۔

قریب کھڑی صدؔف سہم جاتی ہے۔

ڈرتے ہوئے...... پاپا وہ میں نے نہیں......بولتے بولتے صدؔف کی زبان لڑکھڑا جاتی ہے۔

وہ ایک نظر معصوم چار سالہ صدؔف کو دیکھتا ہے۔ اس کی معصومیت ہی اُس کا جواب تھی۔ وہ معصوم صدؔف کو اپنے قریب کرکے اس کی جبیں کا بوسہ لیتے ہوئے کہتا ہے......نہیں بیٹے! یہ آپ کی غلطی نہیں!

جائیے آپ اپنا ہوم ورک پورا کر لیجیے۔

صدؔف کے وہاں سے جانے کے بعد وہ پھر سے شیلف کا جائزہ لیتا ہے۔ سب چیزیں تو ہیں......خیر!

لیکن یہ ''البم''!......اسے میں نے کب نکالا......؟؟؟

وہ خود سے سوال کرتا ہے۔ البم کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے اس کی نظر اُس تصویر کی خالی جگہ پر پڑتی ہے......وہ چونک پڑتا ہے...... اس تصویر کو کس نے......؟

وہ آواز لگاتا ہوا کمرے سے نکلنے ہی والا تھا اتنے میں ندؔا کمرے سے کھٹ پٹ کی آتی آواز پر کان دھرتی ہوئی باورچی خانے سے نکلی ہی تھی کہ اسے اپنی جانب آتا دیکھ کر رک گئی......بولی کیا ہوا؟

صدؔف نے کچھ شرارت کی کیا؟؟

اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھ پاتا، ندؔا تکیئے کے نیچے رکھی تصویر کو اسے دکھاتے ہوئے بڑے استعجاب سے گویا ہوئی۔

سمرؔن کی تصویر اس پرانے البم میں ملی......مجھے یاد نہیں میں نے کب لگائی تھی اِس البم میں۔ ذرا دیکھئے تو کتنی بھولی سی ہے میری

دوست!

لفظ ''دوست'' سن کر وہ چونکا!

یہ سمرن تمہاری دوست ...... بولتے بولتے وہ جملہ ادھورا چھوڑ دیتا ہے۔

ندا: ہاں! کوئی تکلیف! آپ تو ایسے چونک پڑے جیسے میں نے کسی مرد سے اپنی دیرینہ دوستی کا انکشاف کیا ہو۔ وہ اُس کی صورت کی اڑتی رنگت کو دیکھ ہنس پڑی، لیکن ایک ہی لمحے میں اس کی مسکراہٹ پر سنجیدگی نے پردہ کر دیا۔ وہ متفکرانہ انداز میں بولی.... اب سمرن پتہ نہیں کس حال میں ہے.... بیچاری!!

کیا ہوا تمہاری دوست کو؟؟ وہ اپنے جذبات کو چھپاتے ہوئے آہستگی سے پوچھ بیٹھتا ہے۔

ہونا کیا تھا وہی ہوا جو کسی سچے عاشق کا انجام ہوتا ہے .... دربدری اور ذلالت...... اتنا بولتے بولتے اس کی آواز کند ہونے لگی۔

وہ حیرت سے ندا کا چہرہ تکنے لگتا ہے۔ چند لمحے خاموشی کے بعد وہ گویا ہوا۔ جس راز کو اُس نے اب تک اپنے سینے میں چھپائے رکھا تھا۔ اب اسے بچا پانا اس کے بس میں نہ تھا۔ وہ تقریباً چیخ کر اپنا اقبالِ جرم کرتا ہے .... ہاں ندا! ہاں ...... میں تم دونوں کا گنہگار ہوں!

سمرن نے مجھے ٹوٹ کر چاہا....... لیکن میں نے اس کی بے لوث محبت کی قدر نہ کی....... تب میری آنکھوں میں سپنے اور نیند سب تھے۔

ندا اپنی بہن سے بھی عزیز دوست سمرن کی محبت کے ٹوٹے کھنڈر پر اپنے مستقبل کی عمارت تعمیر کرنے میں کس قدر تھک چکی تھی کہ دو بوند آنسو کے بوجھ بھی اس کی پلکوں سے سنبھالے نہیں جا رہے تھے۔ وہ اپنے چہرے کو کھڑکی کی جانب گھما لیتی ہے اور انجانے، ناکردہ گناہ کی سزا کو دو بوند آنسو کا خراجِ عقیدت عطا کرتی ہے۔

اپنے بھرے ہوئے دِل، پُرنم آنکھوں اور تھرتھراتے کانپتے ہونٹوں سے سمرن کی بربادی کی داستان سناتی ہے.....

سمرن کو اس کے شوہر نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ ''اس جسم کا میں کیا کروں جس میں دل ہی میرا نہیں۔''

آخری جملہ سُن کر اُس کا سر گھومنے لگا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا...... اور اس کا سر ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے سے جا ٹکرایا۔ شیشے کی کرچیاں ٹوٹ کر فرش پر بکھر گئی تھیں۔ یقین، رشتے اور دل سبھی یکبارگی ٹوٹ کر اُس کے اندرون میں کرچیاں چبھو رہے تھے اور وہ بے آواز رو رہا تھا۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب!

○○

اس شمارے کے قلمکار غور فرمائیں

پاس بک پر درج نام:

اکاؤنٹ نمبر:

آئی ایف ایس سی کوڈ:

برانچ کوڈ:

موبائل نمبر:

فوراً روانہ کریں۔ معاوضہ براہِ راست بینک میں جائے گا۔ ہر تحریر کے ساتھ درج بالا تفصیلات روانہ کرنے کی زحمت فرمائیں۔ یا کراس چیک یا اس کی صاف فوٹو کاپی روانہ فرمائیں۔ (ادارہ)